ملازم کو زکوۃ دینا تاکہ وہ اسی کے پاس کام کرتا رہے، کیسا؟

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-13382

تاریخ اجراء: 15 ذوالقعدۃ الحرام 1445ھ/24 مئی 2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری کاسمیٹکس کی دوکان ہے اور میں صاحبِ نصاب بھی ہوں، اس دوکان میں میرا ایک ملازم ہے جس کو میں ماہانہ تنخواہ دیتا ہوں، یہ ملازم مالی حوالے سے کمزور ہے، اس لئے میں اس کو تنخواہ سے ہٹ کر کچھ رقم وقتاً فوقتاً بطور ایڈوانس زکاۃ بھی دے دیتا ہوں، نیت میری یہی ہوتی ہے کہ میرا فرض ادا ہو جائے، اس کی مالی امداد ہو جائے اور یہ میری دوکان چھوڑ کر بھی نہ جائے اور یہیں کام کرتا رہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اس طرح کی نیت کرنے سے میری زکاۃ ادا ہو جائے گی؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

زکاۃ کی ادائیگی درست ہونے کے لئے نیت شرط ہے کہ بلانیت زکاۃ ادا نہیں ہوتی، زکوۃ دیتے وقت نیت یہ ہو کہ اللہ رب العالمین کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اس کی طرف سے مقرر کئے گئے فرض کی ادائیگی کر رہا ہوں اور اس کے ساتھ کوئی ایسی نیت شامل نہ ہو، جو ادائیگیِ زکاۃ کے منافی ہو، لہٰذا جب آپ نے اپنے ملازم شرعی فقیر مستحقِ زکاۃ کو اس کی اجرت و تنخواہ سے ہٹ کر زکاۃ کی نیت سے زکاۃ کی رقم دی، تو زکاۃ ادا ہو گئی اور فرض ذمہ سے ساقط ہو گیا۔

تنویر الابصار میں ہے: ”تمليک جزء مال عينه الشارع من مسلم فقير غير هاشمي ولا مولاه مع قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالى “یعنی زکوۃ شارع کی طرف سے مقرر کردہ حصہ کا فقط رضائے الٰہی کے لئے کسی مسلمان فقیر کو اس طرح مالک بنانا ہے کہ ہر طرح سے مالک نے اس شے سے نفع حاصل کرنا ترک کر دیا ہو بشرطیکہ وُہ مسلمان ہاشمی نہ ہو اور نہ ہی اس کا غلام ہو۔

در مختار میں ہے: ”لله تعالى بيان لاشتراط النية “یعنی "اللہ کے لئے ہو" کے الفاظ نیت ہی کو شرط قرار دینے کے لئے ہیں۔

ردالمحتار میں ہے:”(قولہ للہ تعالی) متعلق بتملیک أي لأجل امتثال أمرہ تعالی “یعنی ماتن کے قول (للہ تعالیٰ) کا تعلق لفظِ تملیک کے ساتھ ہے یعنی یہ عمل فقط اپنے رب تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کے طور پر ہو۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار شرح تنویر الابصار، جلد3، صفحہ203۔207، مطبوعہ: بیروت)

فتاوی رضویہ میں ہے:”اصل یہ ہے کہ زکوٰۃ میں نیت شرط ہے، بے اس کے ادا نہیں ہوتی“ (فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ65، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں اعلی حضرت امامِ اہلسنت شاہ امام احمد رضاخان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں” جبکہ تقریرِ سوال سے ظاہر کہ انہوں نے محض بہ نیتِ زکوٰۃ دیا اور اسے زکوٰۃ ہی خیال کیا، معاوضہ واجرت کا اصلاً لحاظ نہ تھا، تو بے شک زکوٰۃ ادا ہوگئی، اگرچہ وہ شخص جسے زکوٰۃ دی گئی اپنے علم میں کچھ جانتا ہو، اگرچہ انہوں نے اس سے صاف کہہ بھی دیا ہو کہ یہاں رہو گے، تو دیں گے ورنہ نہ دیں گے، اگرچہ وہ عمل بھی اس کے مطابق کریں یعنی ایامِ حاضری میں دیں، غیر حاضری میں نہ دیں کہ جب نیت میں صرف زکوٰۃ کا خاص قصد ہے، تو ان میں کوئی امر اس کا نافی ومنافی نہیں۔“ (فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ69، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مستحقِ زکاۃ کے متعلق فتاوی رضویہ میں ہے:”مصرفِ زکوٰۃ ہر مسلمان حاجتمند ہے جسے اپنے مالِ مملوک سے مقدارِ نصاب فارغ عن الحوائج الاصلیہ پر دسترس نہیں بشرطیکہ نہ ہاشمی ہو، نہ اپنا شوہر، نہ اپنی عورت اگرچہ طلاقِ مغلظہ دے دی ہو جب تک عدت سے باہر نہ آئے، نہ وہ جو اپنی اولاد میں ہے جیسے بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی، نہ وہ جن کی اولاد میں یہ ہے جیسے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی۔۔۔نہ مرد غنی کا نابالغ بچہ۔۔۔ان کے سوا سب کو روا“ (فتاوی رضویہ۔ ملتقطاً، جلد10، صفحہ246، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

جہاں تک نیت میں اس بات کو شامل کرنے کا تعلق ہے کہ زکاۃ اس ملازم کو اس لئے دے رہا ہوں کہ یہ میری دوکان چھوڑ کر نہ جائے، میرے پاس ہی کام کرتا رہے، تو اس نیت سے اگرچہ زکاۃ کی ادائیگی میں خلل واقع نہیں ہو گا لیکن اس طرح کی نیت عمل کے قبول ہونے میں رکاوٹ کا باعث ہے کہ قبولیتِ عمل کے لئے ضروری ہے کہ جو بھی عمل کیا جائے وہ خالص اللہ پاک کی رضا حاصل کرنے کے لئے کیا جائے اور اس عمل میں کسی مخلوق کے ارادہ کو ہر گز شامل نہ کیا جائے جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ اپنے اعمال خالص اللہ پاک کی رضا کے لئے کرو کہ اللہ پاک وہی عمل قبول فرماتا ہے جو خالص اس کے لئے کئے جائیں، اگر اس میں کسی مخلوق کو شامل کیا گیا یا کسی دنیوی مقصد کے لئے وہ عمل کیا گیا، تو اس طرح کا عمل قبول نہیں ہو گا یعنی اس پر ثواب حاصل نہیں ہو گا۔

شعب الایمان میں حضرت ضحاک بن قیس فہری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”يا أيها الناس، أخلصوا أعمالكم لله عز وجل فإن الله عز وجل، لا يقبل إلا ما أخلص له، ولا تقولوا هذا لله وللرحم، فإنها للرحم، فليس لله عز وجل منها شيء، ولا تقولوا هذه لله ولوجوهكم، فإنها لوجوهكم ليس لله منها شيء “یعنی اے لوگو! اپنے اعمال خالص اللہ عزوجل کے لئے کرو، کیونکہ اللہ عزوجل قبول نہیں فرماتا مگر وہی عمل جو خالص اس کے لئے کیا گیا ہو اور یہ نہ کہو: یہ اللہ کے لئے اور قریبی رشتہ کے لئے ہے، کیونکہ یہ پھر قریبی رشتے کے لئے ہوگا اللہ کے لئے اس میں سے کچھ نہیں ہوگا اور یہ بھی نہ کہو کہ یہ اللہ کے لئے اور تمہارے اکابر کے لئے ہے، کیونکہ یہ تمہارے بڑوں کے لئے ہوگا، اللہ کے لئے اس میں سے کچھ نہیں ہوگا۔ (شعب الایمان، جلد 9، صفحہ 159، مطبوعہ: ریاض)

فیض القدیر میں مذکورہ حدیث پاک کے تحت ہے: ”فالإخلاص شرط لقبول كل طاعة ولكل عمل من المأمورات “یعنی اخلاص ہر نیکی اور ہر مامور عمل کے قبول ہونے کے لئے شرط ہے۔ (فیض القدیر، جلد 1، صفحہ 217، مطبوعہ: بیروت)

حدیقہ ندیہ میں ہے: ”(ولا تقولوا هذا) ای فعل الصدقة علی الاقارب او الصلة لهم بنحو تحية وسلام وهدية وكلام (لله) تعالیٰ ای تقربا اليه سبحانه (وللرحم) ای القرابة ايضا (فانها) ای تلک الصدقة والصلة انما هی (للرحم) فقط (وليس لله) تعالیٰ (منها شيئ) اذا وقع الشركة فيها بين ارادة وجه الله تعالیٰ وارادة صلة الرحم لاجل المخلوق فلا اخلاص فی ذلک لله تعالیٰ “یعنی یہ نہ کہو کہ اقارب پر یہ صدقہ یا ان کے لئے صلہ رحمی جیسے تحیت، سلام، ہدیہ اور کلام اللہ تعالیٰ کے لئے یعنی اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور قرابت کے لئے بھی ہے، تو یہ صدقہ وصلہ فقط قرابت کے لئے ہوگا اور اس میں سے اللہ کے لئے کچھ نہ ہوگا۔ جب رضائے الٰہی کے ارادہ اور مخلوق کے لئے صلۂ رحمی کے ارادہ کے درمیان شرکت واقع ہوگئی، تو اب اس میں اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص نہ رہا۔ (الحديقة الندية، جلد 2، صفحه 461، دار الكتب العلمية)

بریقہ محمودیہ میں ہے: ”(وليس لله فيها شيئ) فلا يقبل لعدم خلوصه له تعالیٰ “یعنی اس میں اللہ کے لئے کچھ نہ ہوگا، لہٰذا اللہ کے لئے خلوص نہ ہونے کی وجہ سے عمل قبول نہ ہوگا۔ (البريقة المحمودية، جلد 2، صفحه 171، مطبعة الحلبی)

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:”الحکم نوعان نوع یتعلق بالآخرۃ وھو الثواب في الأعمال المفتقرۃ إلی النیۃ والإثم في الأعمال المحرمۃ ونوع یتعلق بالدنیا وھو الجواز والفساد والکراھۃ والإساءۃ ونحو ذلک والنوعان مختلفان بدلیل أن مبنی الأول علی صدق العزیمۃ وخلوص النیۃ فإن وجد وجد الثواب وإلا فلا ومبنی الثاني علی وجود الأرکان والشرائط المعتبرۃ في الشرع حتی لو وجدت صح وإلا فلا سواء اشتمل علی صدق العزیمۃ أولا“یعنی حکم کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم وہ جس کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے اور وہ ان اعمال میں ثواب ہے جن میں نیت کی حاجت ہوتی ہے اور حرام اعمال میں گناہ ہے اور ایک قسم وہ جس کا تعلق دنیا کے ساتھ ہے اور وہ عمل کا جائز، فاسد، مکروہ اور برا ہونا وغیرہ ہے۔ اور دونوں قسمیں مختلف ہیں اس دلیل سے کہ پہلی قسم کی بنیاد سچے ارادے اور خلوصِ نیت پر ہے، پس اگر یہ ہوگا، تو ثواب حاصل ہوگا ورنہ نہیں اور دوسری قسم کی بنیاد شریعت میں موجود ارکان و معتبر شرائط پر ہے کہ اگر یہ پائے جائیں گے، تو عمل درست ہوگا ورنہ نہیں خواہ عمل سچے ارادہ پر مشتمل ہو یا نہ ہو۔ (عمدۃالقاری، جلد1، صفحہ 31، مطبوعہ: بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

دارالافتاء اہلسنت
DARUL IFTA AHLESUNNAT
Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.daruliftaahlesunnat.net
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net